شرفِ انسانیت اور علامہ اقبالؒ

صدام حسین عباسی

کائنات ہست و بود میں رب ذوالجلال نے تقریباً اٹھارہ ہزار مخلوقات کی تخلیق فرمائی۔ ہر مخلوق کو اس کی بساط و ہمت کے عین مطابق وہ کمال اور رتبہ عطا فرمایا جس کا وہ حق رکھتی تھی اور مختلف فرائض کی انجام دہی کے لئے مقرر کیا۔ مگر اس رب قادر نے انسان کو ایک منفرد ذمہ داری سونپی کہ اسے اپنا نائب و خلیفہ بنادیا۔ اس مخلوق کو وہ تعظیم و توقیر عطا کی جو کسی دوسری مخلوق کو عطا نہ کی گئی۔

کیسی خوبصورت اور دلکش صبح ہے۔ ہمیشہ کی طرح یہ سوال آج بھی میرے ذہن کے دریچوں پر دستک دینے میں مصروف عمل تھا کہ صبح کے حسین و جمیل نظارے، دل کو موہ لینے والے مناظر، رات کے سینے کو چاک کرنے والی روشنی، پرندوں کا اپنے مخصوص انداز میں گیت الاپنا، بنی بنی چلتی ہوئی ٹھنڈی ہوا، درختوں کے جھنڈ سے چوری چوری داخل ہونے والی لَو، خراماں خراماں سورج کے طلوع ہونے کا عمل فطرت، ناز و نخرے سے اشجار کا پتوں کو متحرک کرنا، شور و غل سے دریاؤں کا بہنا، سمندروں کا دعوت نظارہ دینے والا سکوت، چرندوں کا اپنے خاص انداز سے چہچہانے کا دلکش و دلربا منظر، یہ سب کچھ کس کے لئے کس کی خاطر معرض وجود میں لایا گیا ہے؟ تو ان سب استفسارات کے جوابات میں ایک ہی جواب تھا کہ صرف اور صرف ''انسانیت کے لئے''

جس مخلوق کا سایہ ہر آن ہر مخلوق کے سروں پر بازگشت کرتا رہتا ہے اس کو وہ رتبہ و کمال، وہ منصب و نیابت، وہ عظمت و رفعت، وہ جلال و جمال اور وہ بلندی عطا کی جو کسی دوسری مخلوق کو عطا نہ کی۔ اس مخلوق کی جاہ وحشمت کا ذکر رب تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ. (التین، ۹۵ : ۴)

بے شک ہم نے انسان کو بہترین (اعتدال اور توازن والی) ساخت میں پیدا فرمایا ہے۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا. (بنی اسرائیل،۱۷: ۷۰)

''اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور ہم نے ان کو خشکی اور تری (یعنی شہروں اور صحراؤں اور سمندروں اور دریاؤں) میں (مختلف سواریوں پر) سوار کیا اور ہم نے انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق عطا کیا اور ہم نے انہیں اکثر مخلوقات پر جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے فضیلت دے کر برتر بنا دیا''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

کسی دوسری مخلوق کو اس طرح کے القابات سے نہ نوازا یہ صرف اور صرف حضرت انسان ہی ہے جس کو رب تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرما کر برتری وفوقیت عطا کی۔

اس برتری وفوقیت اور شرف انسانیت کو ہر دور میں تمام انسان دوست مفکرین نے اپنی بساط و ہمت کے مطابق بیان کیا۔ مگر ان تمام میں اقبال کا انداز جداگانہ، انوکھا اور نرالہ ہے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ عظمت و شرف انسانیت کو دنیائے عالم کے سامنے مختلف مواقع پر واضح وعیاں کرتے رہے۔ آپؒ شرف انسانیت کے علمبردار ہیں۔ آپؒ انسان کو کائنات میں مرکزی حیثیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اقبالؒ نے عظمت و شرف انسانیت کا تصور قرآنی قصہ آدم علیہ السلام سے استنباط کیا ہے۔ آدم علیہ السلام کو نیابت وخلافت کا وہ عظیم منصب عطا کرکے انسان کو وہ منفرد و یکتا مقام و مرتبہ بخشا گیا ہے جو کسی اور مخلوق کو نہیں عطا کیا گیا اقبالؒ اس شرف انسانی کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

ے عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں — کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا کہیں مہ کامل نہ بن جائے

اقبالؒ شرف انسانی کے سلسلے میں مولانا رومیؒ کی فکر سے استفادہ کرتے ہیں۔ آپ رومیؒ کی ہمنوائی میں انسان کی موجودہ زندگی کو اس کی ارتقاء کا نقطہ آخر قرار نہیں دیتے ہیں بلکہ آپؒ فرماتے ہیں کہ ارتقاء کا عمل جاری و ساری ہے اور ابدالآباد تک حتی کہ جنت میں بھی یہ عمل جاری رہے گا کیونکہ انسان کے انتہا کا مقام اس کے رب کی طرف ہے۔ فرماتے ہیں:

ے انسان کی آگ کا انجام خاکستر نہیں — ٹوٹنا جس کا مقدر ہو، یہ وہ گوہر نہیں
ہے اگر ارزاں تو یہی سمجھو اجل کچھ بھی نہیں — جس طرح سونے سے جینے میں خلل کچھ بھی نہیں
جوہر انسان عدم سے آشنا ہوتا نہیں — آنکھ سے غائب ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

اقبالؒ شرف انسانیت کو آدم علیہ السلام کی مضمر صلاحیتوں کے پیرائے میں بیان کرتے ہیں۔ انسان کو

عقل عطا کی گئی جس کی بدولت اس نے تسخیر کائنات کا کام سرانجام دیا۔

انسان ایسی مخلوق ہے جس کو رب تعالیٰ نے جستجو کی لازوال نعمت سے نوازا۔ جو کسی اور مخلوق کو نہ عطا کی۔ بقول اقبالؒ انسان خودگر، خودشکن اور خودنگر ہے۔ اس لئے نیابت الٰہیہ کا حقدار ٹھہرا۔ اس کے علم، آرزوں اور عشق کی کوئی انتہا نہیں۔ اقبالؒ نے اس کو بہت ہی انوکھے انداز سے بیان کیا۔

؎ تیرے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی | نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر ساز فطرت میں نوا کوئی

انسان کی عظمت و شرف کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ فرشتوں جیسی معصوم مخلوق کو بھی اس کے سامنے اپنی جبین نیاز کو جھکانا پڑا۔ جب فرشتے سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے الوداع کہہ رہے تھے تو بقول اقبال ان کی زبانوں پر انسانی شرف وفضیلت کا یہ گیت زد عام تھا۔

؎ عطا ہوئی ہے تجھے روز و شب کی بیتابی | خبر نہیں کہ تو خاکی ہے یا کہ سیمابی
سنا ہے خاک سے تیری نمود ہے لیکن | تیری سرشت میں ہے کوکبی و مہتابی
جمال اپنا اگر خواب میں بھی تو دیکھے | ہزار ہوش سے خوش تر شکر خوابی
تری نوا سے ہے بے پردہ زندگی کا ضمیر | کہ تیرے ساز کی فطرت نے کی ہے مضرابی

انسان وہ مخلوق ہے جس نے آسمان کی بلندیوں پر سفر کیا۔ زمینوں کی تہوں میں اپنا سکہ جمایا۔ پہاڑوں کی بلند و بالا چوٹیوں کو سر کیا۔ اپنی عقل کے بل بوتے پر وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو کسی دور میں انسانی عقل سے ماوراء تھے اور انسانی عقل ان کا تصور کرنے سے بھی عاری تھی۔ مگر اقبالؒ کے ہاں عقلی اور سائنسی فتوحات سے بڑھ کر انسانی شعوری و روحانی مقام و مرتبہ ہے۔

؎ قناعت نہ کر عالم رنگ و بُو پر | چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا | کہ تیرے زماں و مکاں اور بھی ہیں

اقبالؒ نے انسان کے شرف وکمال، عظمت و رفعت، قوت و طاقت، خلاقیت اور اختیار کو اتنے فصیح و بلیغ اور واشگاف انداز میں بیان کیا ہے کہ اردو ادب اس طرح کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے فرماتے ہیں:

؎ لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب | گنبد آبگینہ تیرے محیط میں حباب

کہا جاتا ہے کہ یہ شعر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدح میں ہے یہ ممکن ہے کہ اس شعر کے صدور کے وقت اقبال کے دل و دماغ میں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات مقدس ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بھی

خلعت بشری پہنا کر مبعوث کیا گیا اور اسی انسانی مخلوق اور سب سے بڑھ کر کہ اسی انسان (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو اپنے دیدار بے نقاب سے نوازا۔

نظم مسجد قرطبہ میں وہ ابن آدم علیہ السلام کی یوں عظمت بیان کرتے ہیں:

؎ عرش معلیٰ سے کم سینہ آدم نہیں گرچہ کف خاک کی حد ہے سپر کبود

پیکر نوری کو ہے سجدہ میسر تو کیا اس کو میسر نہیں سوز و گداز سجود

اقبالؒ انسان کی اشرفیت، عظمت اور بلندی کو مختلف پیرایوں اور نت نئی اصطلاحات میں بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ سارا جہان انسان کے لئے تخلیق کیا گیا۔ مقصود کائنات یہ انسان ہی ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق، سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت، دریا میں پانی کی روانی، سمندروں کا سکوت، پہاڑوں کی برف پوش اور بلند و بالا چوٹیاں، حسین وجمیل وادیاں، ہموار زمین، چمکتے دمکتے چاند و سورج، ٹمٹماتے ستارے و سیارے، دن و رات کا ردوبدل، پہاڑوں سے گرتی آبشاریں، آبشاروں میں چلتا اور ٹھہرا ہوا پانی صرف انسان کے واسطے ہی تخلیق کیا گیا۔ اس انداز فطرت کو اقبالؒ یوں رقمطراز ہیں:

؎ نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے

یہ شرف صرف انسانیت ہی کو عطا کیا گیا اور ساری مخلوقات پر فوقیت سے نوازا۔ ہر مخلوق پر اس کا سایہ فگن تا قیام قیامت کر دیا۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ اس کے چمن کا بلبل اطاعت و فرمانبرداری کا پاسدار ہو اور خودی کو پہچان کر رب کی بارگاہ کی معرفت کے قابل بن سکے۔ علامہؒ فرماتے ہیں:

؎ تو راز کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہوجا خودی کا رازداں ہوجا، خدا کا ترجماں ہوجا